جلد ۳۴ | ۱۹ ماہ وفا ۱۳۲۵ ہش | ۱۹ شعبان ۱۳۶۵ھ | ۱۹ جولائی ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۶۸

## مدینۃ المسیح

قادیان ۱۸ ماہ وفا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز آج ساڑھے سات بجے شام کے قریب ڈلہوزی سے تشریف لائے۔ حضور کے استقبال کے لئے بہت سے اصحاب احمدیہ چوک میں موجود تھے۔

حضور کے ہمراہ حضرت ام متین صاحبہ حرم ثالث اور سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ حرم رابع اور جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بھی تشریف لائے ہیں۔ حضور کے متعلق ۹ بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے کہ حضور کو دوران سفر سر درد کی شکایت ہوگئی۔ عام طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ خدا تعالےٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں ؛
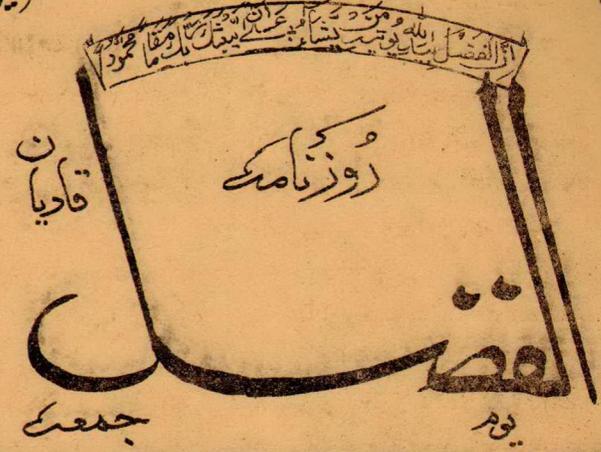


## زمانہ مسیح موعودؑ کی ایک بہت بڑی علامت

(از ایڈیٹر)

حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی آمد ثانی کے زمانہ کے متعلق جو علامات بیان فرمائیں ان میں یہ بھی مذکور ہے۔ کہ

"قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کریگی۔ اور جگہ جگہ کال پڑینگے۔ مری پڑیگی اور بھونچال آئیں گے۔" (متی ۲۴/۷)

عیسائیوں کی سابقہ بے جا کوششوں سے قطع نظر حال میں بھی انہوں نے ان علامات میں قطع و برید کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ تازہ چھپنے والی انجیل سے "مری پڑیگی" کے الفاظ حذف کر دیئے۔ لیکن خدائی نوشتوں کو کون مٹا سکتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں یہ علامات حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں۔ قوم پر قوم کے اور بادشاہت پر بادشاہت کے چڑھائی کرنے کا المناک نظارہ ابھی ابھی دنیا دیکھ چکی ہے۔ گزشتہ جنگ عظیم میں یہ علامت وضاحت کے ساتھ پوری ہو چکی ہے۔ اس کے بعد جگہ جگہ کال پڑنے کا ذکر ہے۔ اور یہ بات اب پوری ہو رہی ہے۔ کال تو پہلے بھی پڑا کرتے تھے۔ مگر وہ کسی ایک علاقہ یا ایک ملک تک محدود ہوتے تھے۔ جگہ جگہ نہ پڑتے تھے۔ لیکن جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد جو کال رونما ہو رہا ہے وہ ساری دنیا میں پھیل چکا ہے۔ اور حکومتیں اس کا نام "کال دیو" رکھ کر اس کے خلاف جنگ کا اعلان کرنے پر مجبور ہو رہی ہیں۔ چنانچہ حکومت ہند نے "کال دیو" کے خلاف جنگ" کے عنوان سے ایک اعلان کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔

"فسطائیت اور نازیت کی بد روحوں کو کچلنے (یعنی اٹلی اور جرمنی کو شکست دینے) کے بعد دنیا کو ایک اور عالمگیر جنگ کا سامنا ہے۔ یہ جنگ "کال دیو" کے خلاف ہے۔ جو ہٹلر کی طرح ساری دنیا پر چھا جانے کی کوشش میں ہے۔ سارے اتحادی ملک اب اس دشمن کے خلاف صف آرا ہیں۔ اور کمی والے علاقوں کے باشندوں کو فاقہ کشی کی موت سے بچانے کی جنگ لڑی جا رہی ہے۔ ان کوششوں کے باوجود اندیشہ ہے۔ کہ بعض علاقوں میں بے شمار انسانی جانوں کا بھاری نقصان ہوگا۔ بلکہ اس امر کا احتمال ہے۔ کہ اگر اتحادی ملکوں نے شدید ترین تدابیر اختیار نہ کیں۔ تو ہٹلر کے خلاف جنگ کے چھ برسوں میں جس قدر انسانی جانیں تلف ہوئیں۔ ان سے کہیں زیادہ تعداد میں انسانی جانیں "کال دیو" کی نذر ہو جائینگی۔"

اس سے زیادہ ہولناک الفاظ میں آج تک نہ کسی کال سے ڈرایا گیا۔ اور نہ اتنا غیر معمولی کال کبھی دنیا میں رونما ہوا۔ جو جگہ جگہ پھیل گیا۔ پس یہ اس علامت کا ظہور ہے۔ جو حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی آمد ثانی کے زمانہ کی تعیین کرتے ہوئے فرمائی تھی۔ جو اب بھی انجیل میں موجود ہے۔ پھر یہی نہیں۔ اس زمانہ کی دوسری علامات بھی پوری ہو چکی ہیں۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ مسیح بھی مبعوث ہو چکا ہو۔ کیونکہ یہ دراصل مسیح موعود کی بعثت کی پیشگوئی تھی۔ حق پسند اور صداقت کے متلاشی اصحاب کو اس بارے میں غور و فکر سے کام لینا چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا موجودہ زمانہ میں کوئی مسیح موعود ہونے کا مدعی کھڑا نہیں ہوا۔ اور زمین و آسمان نے آپ کی صداقت کی شہادت پیش کی ہے۔ اور کر رہے ہیں ؛

## لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ

## سرطان کا نیا کامیاب علاج

مرض سرطان کو لا علاج سمجھا جاتا ہے لیکن اس کے علاج میں برطانیہ کے سائنس دانوں کی انجمن نے ایک اور کامیاب قدم اٹھا کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پُر حکمت ارشاد کی صداقت کا سامان بہم پہنچایا ہے کہ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ۔ ان سائنس دانوں کا بیان ہے کہ انسانی جسم کے ہی ایک خاص قسم کے لعاب سے تیار کردہ ایک جوہر سے اس موذی مرض کے مریضوں کو نجات دلائی جا سکتی ہے۔ اس جوہر کا نام تجربات کے دوران میں ایچ ۱۱ رکھا گیا تھا۔ اور اب تک اس دوا کا نام یہی ہے۔ ابھی اس کے مزید تجربے کئے جا رہے ہیں۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ انسولین ایم۔ اینڈ بی اور پینی سی لین کی طرح یہ بھی ایک اہم ترین ایجاد ہوگی۔

سائنس دانوں نے ساتھ ہی واضح الفاظ میں اس حقیقت کی بھی وضاحت کر دی ہے کہ ایچ ۱۱ کو ابھی سرطان کا قطعی اور تیر بہدف علاج نہیں کہا جا سکتا۔ ابھی اس کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ سرطان کو بڑھنے سے روکنے کے لئے اسے آزمایا گیا ہے۔ اور ان آزمائشوں کے نتائج حوصلہ افزا ہیں۔ چار ہزار مریضوں پر اس کا تجربہ کیا گیا۔ ان میں سے پہلے ایک ہزار میں سے ایک تہائی پر اس کے نتائج تسلی بخش رہے ان کے سرطان کے پھوڑے چھوٹے ہو گئے۔ ایک تہائی کے بڑھتے ہوئے پھوڑوں کا مزید بڑھنا بند ہو گیا۔ باقیوں پر اس کا اثر نہیں ہو سکا ؛

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

ایڈیٹر: غلام نبی

# احمدیہ مشن امریکہ کی پندرہ روزہ رپورٹ

## ۱۵ رجون تا ۳۰ رجون ۱۹۴۶ء کی تبلیغی سرگرمیاں

(الفضل کے نامہ نگار مکرم خلیل احمد صاحب ناصر کے قلم سے)

### لٹریچر

مسلم سن رائز کا تازہ پرچہ شائع کیا۔ امریکہ کے موجودہ غیر متوازن حالات میں یہ ایک بڑا مرحلہ ہے۔ چیزوں کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کنٹرول کے اٹھ جانے اور ہڑتالوں کی وجہ سے اگرچہ رسالہ ہمیں پریس سے قریباً دو مہینے دیر سے ملا۔ لیکن پھر بھی یہ امر قابل خوشی ہے کہ ناغہ نہیں پڑا۔

رمضان کا مہینہ نزدیک آ رہا ہے۔ اس لئے مقامی جماعتوں کی تربیت کے لئے ایک دو صفحے کا پمفلٹ "روزہ" کے متعلق اسلامی مسائل پر مشتمل بذریعہ ہینڈ پریس چھپوایا گیا ہے۔

### مسجد شکاگو

خدا تعالےٰ کے فضل سے سفتہ وار تین میٹنگوں کے پروگرام پر پوری باقاعدگی سے عمل ہو رہا ہے۔ تعلیمی اور تقریری اجلاسوں میں تو صرف احمدی احباب ہی شامل ہوتے ہیں۔ لیکن اتوار کے تبلیغی اجلاس میں دوسرے لوگ بھی آتے اور عمدہ اثر لے کر جاتے ہیں۔ اتوار کی میٹنگ میں "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کا درس ہوتا ہے۔ جس کے بعد خاکسار کسی تبلیغی موضوع پر تقریر کرتا ہے۔ ایک صاحب ہمارے گذشتہ چند اجلاسوں میں باقاعدہ شامل ہو رہے تھے۔ گذشتہ اتوار جب سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ مجھے اور تو کوئی سوال نہیں کرنا۔ کیونکہ مجھ پر صداقت کھل گئی ہے۔ لیکن مزید تفصیلی واقفیت کے لئے کتاب "احمدیت" کی ضرورت ہے۔ اس وقت ہمیں دارالامان سے انگریزی لٹریچر کی بے حد ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ دلچسپی لینے والے اکثر لوگ خریدنا چاہتے ہیں۔ مگر ہم ان کی ضرورت پوری نہیں کر سکتے۔ بالخصوص "اسلامی اصول کی فلاسفی" اور "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کی بہت ضرورت ہے۔

### بہائی معبد میں

شکاگو سے کوئی تیس میل دور بہائیوں نے ایک معبد بنایا ہے۔ ۲۳ رجون کو خاکسار اور مقامی جماعت کے سیکرٹری برادرم نور الاسلام صاحب وہاں گئے۔ بہائی لوگوں سے دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ معبد کی عمارت بہت خوبصورت ہے۔ اور اسکی تعمیر میں صرف امریکہ نہیں بلکہ ہر جگہ کے بہائیوں نے حصہ لیا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ کی عجیب حکمت ہے۔ کہ اس مایۂ ناز معبد میں عبادت کا کمرہ اب تک نامکمل ہے۔ حالانکہ اس کی تعمیر ۱۹۲۱ء میں شروع ہوئی تھی۔

### تبلیغی دورے

خاکسار ۱۵ رجون کو کلیولینڈ گیا۔ یہ شہر شکاگو سے قریباً $3\frac{1}{2}$ سو میل دور ہے۔ اور یہاں پر ہماری جماعت ہے۔ ۱۶ رجون کی شام کو وہاں میٹنگ کی گئی۔ جس میں خاکسار نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے مصلح موعود کی پیشگوئی تفصیلاً بیان کی۔ آخر میں جماعت کے ممبروں کو تربیتی پہلو کی طرف متوجہ کرتے ہوئے بچوں کی مذہبی تعلیم کا انتظام کرنے کی تلقین کی۔

محترم و مکرم صوفی مطیع الرحمن صاحب نے بھی ایک لمبا اور اہم دورہ کیا۔ جس کی روئیداد ان کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

اس دورہ میں قریباً مہینہ بھر صرف ہوا۔ چار ریاستوں میں تیرہ شہروں میں گیا۔ اور کم و بیش پانچ ہزار میل کا سفر کیا۔ اس سفر کی غرض رسالہ مسلم سن رائز کی خریداری کی تجدید تھی۔ جس کے لئے اس علاقہ میں دوسرے تیسرے سال جایا کرتا ہوں۔ بفضلہ تعالےٰ ہر لحاظ سے یہ سفر کامیاب رہا۔

### لیکچرز

اس سفر میں تین شہروں میں لیکچروں کا موقعہ ملا۔ Cedar Rapids میں کچھ شامی عرب بستے ہیں۔ ان لوگوں میں اس بات کا احساس ہے۔ کہ اپنی اولاد کو عقائد و تعلیم اسلام سے واقف کیا جائے۔ اس غرض سے ایک دارالاجتماع بھی قائم کیا ہے۔ اس دفعہ میرے جانے پر انہوں نے ایک اجلاس منعقد کیا۔ جس میں خاکسار نے پہلے عربی میں تقریر کی۔ جس میں تبلیغ اسلام کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ اس تقریر کے اختتام پر انکی خواہش پر ان کے نوجوانوں کے لئے جو عربی سے کم واقف ہیں۔ انگریزی میں بھی تقریر کی۔

دوسری تقریر Fort Dodge میں ہوئی اس کی تقریب ایک شادی کی بنا پر پیدا ہوئی۔ اس لئے اس موقعہ پر میں نے اسلام کی اہلی زندگی کے متعلق تعلیم کی فوقیت اور موجودہ تہذیب کے نقائص کو واضح کیا۔ اور بتایا کہ شادی بیاہ اور طلاق وغیرہ کے تمام مسائل میں اسلامی تعلیم ہر لحاظ سے افضل ہے۔

تیسرا لیکچر [illegible] N. D. میں ہوا۔ یہاں بھی شامی مسلمانوں کا ایک گروہ ہے۔ جن کو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا پیغام پہنچاتے ہوئے احمدیت کے امتیازی مسائل پر روشنی ڈالی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات بھی سنائے۔ اس میں بہائی تحریک کی اسلام دشمنی بھی واضح کی۔ یہاں پر ہمارے ایک نہایت مخلص احمدی حسین علی ہیں جو نہایت متقی اور عبادت گذار ہیں اور ہمیشہ تبلیغی مساعی میں کوشاں رہتے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

ان تقاریر کے دوران میں خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصائد بھی سناتا رہا۔ میں نے خاص طور پر محسوس کیا۔ کہ ان عربی کا مذاق رکھنے والے لوگوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے نظیر اور فصیح زبان کتنی موثر ہوتی ہے۔ وہ خود بار بار قصائد کے سننے کی خواہش کرتے ہیں۔ بلکہ بعض عربوں نے تو قصائد کے بعض اشعار زبانی یاد کر لئے ہیں۔

### انفرادی گفتگو

شخصی تبادلہ خیالات کے سلسلے میں Cedar Rapid میں ایک شامی عرب حسن عبد اللہ سے مفصل گفتگو ہوئی۔ یہ صاحب ایک ذی اثر اور سمجھدار آدمی ہیں۔ انہوں نے اس دفعہ اپنی گفتگو میں اس امر پر بہت غم کا اظہار کیا۔ کہ مسلمانوں کا مستقبل نہایت خطرہ میں ہے۔ خاکسار نے انہیں بتایا کہ بیشک مسلمانوں کے موجودہ سیاسی حالات بہت ابتر ہیں۔ لیکن اسلام کا روشن مستقبل تبلیغی مساعی پر منحصر ہے۔ جس کا بیڑا احمدیت نے اٹھایا ہے۔ اگرچہ اس کا اثر اس وقت پوری طرح محسوس نہیں ہوتا۔ لیکن انشاء اللہ دنیا اسی طرح فتح ہوگی اور اسلام کا پرچم پھر دنیا پر لہرائیگا۔ احمدیت کی تبلیغی مساعی کا علم ہونے پر حسن عبد اللہ صاحب نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔ Sioux City میں میرے میزبان یوسف درویش کے مکان پر جہاں میں نے تین روز قیام کیا روزانہ شام کو شہر کے متعدد مسلمان جمع ہوتے رہے۔ جن کو میں احمدیت کی تبلیغ کرتا رہا۔ روزانہ احمدیت کی امتیازی تعلیم زیر بحث آتی رہی۔ یوسف درویش پر بالخصوص احمدیت کی تعلیم کا اثر ہے چنانچہ جب ایک موقعہ پر ایک دوسرے شہر کے عرب سے وفات مسیح پر گفتگو ہو رہی تھی۔ تو کئی مواقع پر یوسف درویش میری طرف سے جواب دیتے رہے۔ Glenfield میں ہمارے ایک احمدی دوست علی غادر ہیں۔ جنہوں نے دوسرے عربوں کو اپنے مکان پر جمع کر کے تبلیغ کرائی۔

### بہائیت

اس سفر کے دوران میں مجھے علم ہوا کہ بہائیوں نے یہ سمجھ کر کہ یہاں کے شامی عرب اسلامی تعلیم سے دور ہو چکے ہیں۔ بعض جگہ پر اپنے زہر کو پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے میں نے اپنے دورہ میں اس امر کا خاص خیال رکھا۔ اور جہاں کہیں مجھے شک ہوا۔ کہ یہاں پر بہائیت کا لٹریچر پہنچایا گیا ہے۔ وہاں پر اس کے متعلق روشنی ڈالی۔ ایک شہر سٹیفن میں مجھے ایک خاندان کے متعلق علم ہوا۔ کہ ان پر بالخصوص بہائیت کا اثر ہے۔ اسی خاندان کے بعض رشتے داروں نے مجھے لیکچر کی دعوت دی۔ اور ان کو بھی مدعو کیا بہائیت کے بطلان اور مسیح و مہدی کی آمد کے متعلق احمدی تعلیم کی تفصیل میں خاکسار نے مفصل تقریر کی جس کا بفضلہ تعالےٰ عمدہ اثر ہوا۔ اور اس خاندان نے بہائیت کی اصلیت کو سمجھ کر خواہش کی کہ انہیں اسلامی کتب بھجوائی جائیں تاکہ وہ اسلام کے متعلق صحیح واقفیت رکھ...

# رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت پر مدلّل گفتگو

اور

# "جماعت اسلامی" کے اصول پر ایک بے لاگ تبصرہ

از جناب شیخ روشن دین صاحب تنویرؔ وکیل سیالکوٹ

ذیل کا مضمون ایک مکتوب کی شکل میں مولوی ابو الاعلیٰ صاحب مودودی مدیر "ترجمان القرآن" کی قائم کردہ "جماعت اسلامی" کے ایک رکن کو لکھا گیا تھا۔ چونکہ اس میں بعض اہم مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس لئے "الفضل" میں باقساط شائع کیا جاتا ہے۔

آپ نے یہ خوب فرمایا ہے کہ "ہمیں احمدیت اور جماعت اسلامی سے فی نفسہٖ کوئی دلچسپی نہیں ہونی چاہیئے۔ ہماری ساری تگ و دو تلاش حق کے لئے موقوف ہو کہ ہماری زندگی کا مقصود حصول رضائے الٰہی ہے۔ اور رضائے الٰہی اتباع حق میں مضمر ہے"۔ اس اصول کو مدنظر رکھ کر میں مندرجہ ذیل معروضات پیش کرتا ہوں۔ جہاں تک میں نے آپ کے خط پر غور کیا ہے۔ آپ نے اپنے نوازشنامہ میں دو باتیں لی ہیں۔

(۱) ختم نبوت (۲) غیر اسلامی حکومت سے تعاون

## ختم نبوت کی دلیل

پہلے میں پہلی بات کو لیتا ہوں۔ آپ نے اپنے نظریہ ختم نبوت کے لئے جو دلیل دی ہے وہ یہ ہے۔

"اسلام جس طرح کہ قرآن حکیم اور آنحضرت صلعم نے اسے پیش کیا ہے مکمل ہو چکا ہے۔ اور اس ضابطہ کو قرآن حکیم میں بلا شائبہ تحریف دائماً محفوظ کر دیا گیا ہے۔ تکمیل اسلام اور اتمام نعمت (جو نزول ہدایت کی صورت میں پیروانِ دعوت اسلامی کو حاصل ہوئی) کے بعد اب صورت حال بالکل بدل گئی ہے۔ قرآن کریم چونکہ کتاب زندہ ہے۔ اس لئے آنحضرت صلعم کی نبوت بھی زندہ ہے"۔ پھر آپ نے آگے چل کر فرمایا ہے "کتاب اور کتاب پر عمل کرنے کا طریقہ۔ یعنی اسوۂ رسول دونوں موجود ہیں اور پوری زندگی اور صحت کاملہ کے ساتھ"

اب آیئے ذرا ان باتوں پر غور کریں۔ آپ نے دو چیزوں کا موجود ہونا مانا ہے۔

(۱) کتاب (۲) کتاب پر عمل کرنے کے طریقے

## رسول کے آنے کی غرض

میں مانتا ہوں کہ مکمل کتاب ہمارے پاس موجود ہے۔ اگر آپ کتاب ہی کو کتاب پر عمل کرنے کے طریقے مانتے ہیں۔ تو اس صورت میں ایک ہی چیز ہمارے پاس موجود ہوگی یعنی کتاب۔ اگر ان طریقوں سے آپ کی مراد احادیث ہیں۔ تو معاف رکھنا میں آپ سے متفق نہیں کہ مکمل اسوہ رسول ہمارے پاس موجود ہے۔ کیا آپ احادیث کو وہی درجہ دینگے۔ جو مکمل کتاب کو یقیناً نہیں۔ تو اس سے ثابت ہوا۔ کہ مکمل کتاب تو ہمارے پاس موجود ہے۔ مگر مکمل اسوہ حسنہ ہمارے پاس موجود نہیں۔ پھر آپ ایک چیز کو تو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مادی زندگی ہے۔ اصل میں اسوہ حسنہ مکمل کتاب سے الگ ہے۔ اور وہ ہے۔ رسول کا اپنی مادی زندگی میں الکتاب کے اصول پر عمل کر کے دکھانا۔ اب اس چیز میں سے ہمارے پاس چند احادیث ہیں۔ جن کی صحت محض ظنی ہے۔ سب سے وقیع چیز جو ہمارے پاس موجود نہیں۔ وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی مادی زندگی ہے۔ یعنی ہمارے پاس الکتاب پر عمل کر کے دکھلانے والی وہ ہستی نہیں ہے۔ جو ان لوگوں کے وقت موجود تھی جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم عین حیات تھے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس مکمل الکتاب ہے۔ مکمل اسوۂ حسنہ نہیں ہے لیکن اس کے برخلاف صحابہ کے پاس یہ دونوں چیزیں موجود تھیں۔ اب فرض کیجئے۔ کہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم کو مکمل صورت میں آسمان سے کعبہ میں اتار دیتا یا ہر کنبہ میں ایک ایک کاپی اتار دیتا۔ اور کوئی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پیدا نہ کرتا۔ جو اس پر عمل کر کے دکھاتا۔ بلکہ کہتا کہ یہ الکتاب ہے اس پر عمل کرو۔ تو کیا ایسی صورت میں کوئی فرق پڑتا۔ آپ ضرور مانینگے۔ کہ ضرور فرق پڑتا۔ اب سوچیے کہ کیا ہماری موجودہ حالت ویسی ہی نہیں ہے جیسی کہ بغیر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن مجید کو کعبہ یا ہر کنبہ میں اتارنے کی صورت میں صحابہ کی ہوتی۔ بے شک اب قرآن کریم کے علاوہ احادیث بھی موجود ہیں۔ مگر کیا احادیث محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مادی زندگی میں عمل کر کے دکھانے کی جگہ لے سکتی ہیں۔ اب ایک اور صورت لیجئے فرض کیجئے کہ کتاب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی۔ مگر وہ کوئی عمل کر کے نہ دکھاتے۔ بلکہ الکتاب کی کاپیاں چھاپ کر دنیا میں تقسیم کر دیتے۔ تو کیا ایسی صورت میں کوئی فرق پڑتا۔ آپ ضرور مانیں گے کہ فرق پڑتا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ رسول صرف الکتاب لانے کے لئے نہیں آتے۔ بلکہ الکتاب پر عمل کر کے دکھانے کے لئے بھی آتے ہیں۔ اور یہ چیز الکتاب سے بالکل علیحدہ ہے۔

## مرکزی ذات سے بُعد کا اثر

اب فرض کریں کہ آپ کی ذات میں وہ تمام ممکنات موجود ہیں۔ جو صحابہ میں تھے کیا آپ بغیر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتی راہ نمائی کے صرف الکتاب کی روشنی میں ان ممکنات کو بر سر کار لا سکتے ہیں۔ اگر آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ تو آپ حضرات صدیق۔ فاروق غنی اور علی رضی اللہ عنہم سے بڑے ہوئے بلکہ میں تو کہونگا محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی (نعوذ باللہ) بڑے ہوئے۔ کیونکہ حضور کو بھی قرآن کریم پر عمل کرنا بتدریج سکھایا گیا۔ اور خود اللہ تعالےٰ آپ کو تسلی دیتا رہتا تھا۔ اور آپ یہ مقام ان سب باتوں کے بغیر حاصل کر لینگے۔ اب ذرا تاریخ اسلام پر نظر کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے تا ایندم ایک تدریجی انحطاط کا سلسلہ چلا آیا ہے اسکی کیا وجہ ہے۔ اسکی وجہ وہی مرکزی ذات سے تدریجی بعد ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کی مادی حیات بھی ساتھ ہی ہوتی ہے۔

## غیر تشریعی نبی

میں حیران ہوں کہ آپ فرماتے ہیں قرآن کریم میں تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کا کوئی ذکر نہیں حالانکہ قرآن کریم میں صاف لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایسے انبیاء بھی آئے ہیں جو مستقل شریعت کے حامل نہ تھے۔ بلکہ توریت کے مطابق ارشاد و ہدایت کا کام کرتے تھے۔ کیا وہ لوگ نبی نہیں تھے کیا ہم انکو غیر تشریعی نبی نہیں کہہ سکتے۔ بنی اسرائیل کے لئے پوری شریعت حضرت موسےٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ لیکن حضرت ہارون بھی آپ کے ساتھ نبی تھے۔ کیا وہ غیر تشریعی نبی نہیں کہلا سکتے پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام تک اس سلسلہ میں ایک بھی ایسا نبی نہیں آیا۔ جس نے موسوی شریعت کا ایک اصل بھی تبدیل کیا ہو۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی فرماتے ہیں۔ یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورات (سورہ صف) کیا آپکا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم میں اس طرح ہونا چاہیئے تھا کہ اے مومنو نبی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تشریعی اور دوسرے غیر تشریعی اگر آپ اس طرح استدلال کرینگے۔ تو قرآن کریم سے ایک مسئلہ بھی ثابت نہیں کر سکیں گے۔

## جب خدا چاہتا ہے نبی بھیجتا ہے

آپ فرماتے ہیں "اگر آپ کا عقیدہ یہ ہوتا کہ نبوت تسلسل کے ساتھ قائم رہے گی تاکہ خداوند تعالےٰ کا براہ راست نمائندہ ہر وقت دنیا میں موجود رہے اور خدا کیطرف سے ہدایت کی تشریح و تفسیر میں جب اختلاف پڑنے لگے۔ تو خدا سے براہ راست تعلق رکھنے کی وجہ سے موجودہ نبی فوراً اسکا قطعی فیصلہ کر دے۔ تو پھر بھی یہ بات قابل غور ہوتی۔ مگر آپ تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت کے بعد تیرہ سو سال میں کوئی نبی نہیں آیا وغیرہ وغیرہ"

میں نے اوپر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نبوت میں کتاب کا شامل ہونا ضروری نہیں بغیر کتاب کے بھی نبی آ سکتا ہے۔ ہاں کتاب کا پہلے موجود ہونا ضروری ہے۔ جسکے مطابق وہ حکم لگائے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کتابیں بدلتا رہا ہے۔ اور آخر میں اسنے ایک مکمل کتاب قرآن کریم کی صورت میں اتار کر ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ یہ کتاب تا قیامت ظاہری صورت میں بھی زندہ رہ سکتی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے کوئی ایسی صورت نہیں پیدا کی۔ کہ کوئی نبی اس دنیا میں تا قیامت بقید حیات رہ سکے۔ اسلئے کتاب تو تا حشر تک ایک ہی کافی ہے۔ مگر نبی کے آنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے

ضروری ہے ایک نبی سے دوسرے نبی تک جو وقفہ ہوتا ہے اس کی حکمت کا اللہ تعالےٰ ہی کو پتہ ہے کوئی سی دو کتابوں اور دو نبیوں کے وقفے یکساں نہیں ہیں۔ دیکھیے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کتاب تو ایک ہی ہی رہی (کتاب سے میری مراد کتاب شریعت ہے) مگر نبی آتے رہے۔ یعنی دو کتابوں کا درمیانی وقفہ تو بہت لمبا ہے۔ مگر دو بنی اسرائیلی نبیوں کے درمیان جو وقفہ ہے وہ بہت کم ہے۔ یہاں تک کہ ایک وقت میں دو دو تین تین بلکہ اس سے زیادہ بھی نبی ہوتے رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی سنت ایسی ہی معلوم ہوتی ہے۔ اس میں ضرور حکمت ہے۔ اور میرے خیال میں یہ ہے کہ انسانی ممکنات کو بتدریج ابھارا جائے۔ اور نبی کے ذاتی اثر کو اس امر کا ذریعہ بنا کر ایسا کیا جاتا رہا ہے۔ بنی اسرائیل کی صورت میں صرف ایک محدود قوم کی تربیت پیش نظر تھی۔ پھر بھی اس بہتات سے نبی آنے کے باوجود وہ قوم تباہی سے نہ بچ سکی۔ ان سے تورات جیسی محدود شریعت پر بھی پورا عمل نہ ہو سکا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نبیوں کا ذاتی اثر بہت محدود ہوتا تھا۔ لیکن جب اللہ تعالےٰ نے ایک کامل لائحہ عمل تمام دنیا کے لئے قرآن کریم کی صورت میں نازل فرمایا۔ تو اس نے نبی بھی اس شان کا بھیجا کہ اس کا ذاتی اثر بھی نہایت قوی تھا۔ بنی اسرائیلی نبیوں کا ذاتی اثر تو دو دو چار چار سال میں ختم ہو جاتا تھا۔ لیکن اس سلسلہ کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اثر کہیں چھ صدیوں میں جاکر ختم ہؤا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انفاس قدسیہ سے مسلمانوں کی اثر پذیری کا سلسلہ تیرہ صدیوں میں جاکر ختم ہؤا۔ ظاہرا طور پر بھی دیکھ لیجئے۔ کہ جو خلافت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے شروع ہوئی تھی اس کا ڈھانچہ کہیں ۱۹۲۳ء میں جاکر ترکوں کے ہاتھوں ختم ہؤا۔ آپ اس ظاہری خلافت کی تاریخ کا مطالعہ فرمائیں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ کس طرح بتدریج یہ کمزور ہوتی چلی گئی۔ اور ساتھ ہی پھر اس تدریجی انحطاط کو دیکھیں۔ جو مسلمان اقوام میں ہوتا رہا۔ اور اب یہ حالت ہوگئی ہے۔ کہ تمام دنیا پر باطل کا طوطی بول رہا ہے اور اگر حدیث شریف سے مدد لی جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ خلافت علی منہاج نبوت کے دوبارہ قائم ہونے کا یہی وقت ہے۔

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ میں عرض کر رہا تھا۔ کہ دو نبیوں کے درمیان جو وقفہ ہوتا ہے۔ وہ دو کتابوں کے وقفہ سے مختلف ہوتا ہے۔ میں نے اپنی سمجھ کے مطابق تیرہ سو سال کے وقفہ کی مختصر تشریح کی ہے۔ میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کتاب کے مکمل ہونے اور اس کے قیامت تک رہنے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ اس مکمل کتاب کی تعلیم کو لوگوں میں از سر نو زندہ کرنے کے لئے کوئی نبی نہیں آسکتا۔ وقفہ کی کمی بیشی کی پوری حکمت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ہم صرف اس کو سمجھنے کی کوشش ہی کر سکتے ہیں۔

## کیوں نبی نہیں آسکتا

میرا خیال ہے۔ کہ آپ یہ بات سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آنے کی صرف یہ غرض نہ تھی۔ کہ آپؐ تکمیل اسلام اور اتمام نعمت والی کتاب آسمان سے لادیں اور بس۔ بلکہ آپ کی بعثت کی غرض یہ بھی تھی۔ کہ آپؐ اس مکمل کتاب پر پورا عمل کر کے اس پر عمل کرنے کے طریقے بھی سکھائیں۔ یعنی آپؐ کی نبوت اس لحاظ سے بھی کامل تھی کہ آپؐ نے قرآن پر پورا عمل کر کے دکھایا۔ لیکن آپؐ بھی دوسرے بشروں کی طرح فانی حیات لے کر آئے تھے۔ اگر خدا کو منظور ہوتا۔ تو وہ آپ کو بھی الکتاب کی طرح قیامت تک رہنے والا بشر بنا دیتا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ایسا نہیں کیا۔ وہ اپنے زمانے میں کتاب پر پورا عمل کر کے دکھا گئے۔ مگر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ اس میں کیا امر مانع ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اب ایک اور بشر کو تیرہ سو سال کے بعد اس لئے مبعوث کرے۔ کہ وہ کتاب پر عمل کر کے دکھائے۔ اب جو بھی رسول کتاب پر عمل کر کے دکھانے کے لئے آئے گا۔ جس قدر بھی وہ عمل کر کے دکھائے گا۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عمل کے مطابق ہوگا۔ اس سے زیادہ یا مخالف یا الگ نہیں ہو سکتا۔ اسی معنی میں ہم کہتے ہیں۔ کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظل ہوگا۔ یعنی وہ اعمال جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دکھائے بار بار دکھائے جا سکتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس کی پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کی پیروی ہوگی نہ کسی اور کی آپ کے ذہن میں دو مادی زندگیاں ٹکراتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اس لئے آپ سمجھتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی پیروی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی سے کوئی الگ چیز ہے۔ چونکہ ہمارے لئے وہ اعمال ضروری ہیں جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی مادی حیات میں کر کے دکھائے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ضرورت کے وقت ایسے بشر پیدا کئے جائیں۔ جو بار بار وہ اعمال دنیا کے سامنے لاتے رہیں۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ احادیث ان اعمال کو صحیح طور پر ہمارے سامنے پیش نہیں کر سکتیں۔ ان کی کوتاہی میں واضح کر چکا ہوں۔ اور دکھا چکا ہوں کہ کتاب کے سوا اور کوئی چیز مکمل طور پر ہمارے سامنے نہیں ہے۔ اگر احادیث کا رتبہ صحت قرآن کریم کے برابر بھی ہوتا تو بھی Theory اور Model میں جو زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہ سوا اس طریقے کہ مجدد اور نبی پیدا ہوں نہیں مٹ سکتا۔ ورنہ الکتاب کی وہی حیثیت رہ جائیگی۔ جو آریوں کے وید کی ہے۔ اگر کتاب پر عمل کر کے دکھانے والے نبی کی اب ضرورت نہیں ہے۔ تو حضرت نوحؑ کے وقت کیوں تھی؟ حضرت ابراہیمؑ کے وقت کیوں تھی۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت کیوں تھی۔ کیوں نہ خدا نے آغاز عالم میں ہی ایک مکمل کتاب جیسا کہ آریوں کا وید کے متعلق دعویٰ ہے۔ اتار دی۔ اگر ہمارے لئے صرف کتاب ہی کافی ہے۔ تو برہما یا آدم کے وقت کیوں کافی نہ تھی؟ افسوس ہے کہ آپ حفاظت قرآن کے معنی صرف ظاہری حفاظت سمجھتے ہیں۔ اور معنوی حفاظت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جو ظاہری حفاظت سے کہیں زیادہ نازک اور مشکل چیز ہے۔ ولقد یسرنا القرآن کے اگر یہی معنی ہیں۔ جو آپ نے لئے ہیں۔ تو پھر مفسرین میں اختلافات کیوں ہیں۔ کیا سب مفسرین ایک ہی معنی لیتے ہیں۔ اگر نہیں تو ان اختلافات کو مٹانے والا نبی کیوں نہیں آنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ الی اخرہ (سورہ بقرہ ع ۲۶) انزل معھم الکتاب کے معنی آپ کو یہی لینے پڑینگے۔ کہ یا تو کتاب پہلے موجود تھی۔ یا وہ خود لائے ورنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ تمام بنی اسرائیلی نبیوں کی نبوت سے آپ کو انکار کرنا پڑے گا۔



# تمہاری سابق قربانیاں ناکافی ثابت ہو رہی ہیں

فرمایا! "اے عزیزو! فتح تمہاری سابق قربانیوں سے قریب آرہی ہے۔ مگر جوں جوں وہ قریب آرہی ہے۔ تمہاری سابق قربانیاں اس کے لئے ناکافی ثابت ہو رہی ہیں۔ نئے مسائل نئے زاویہ نگاہ چاہتے ہیں۔ نئے اہم امور ایک نئے رنگ کی قربانیوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اب ہماری سابق قربانیاں بالکل ویسی ہی ہیں۔ جیسے ایک جوان کے لئے بچہ کا لباس۔

کیا وہ اس لباس کو پہن کر شریفوں میں گنا جا سکتا ہے۔ یا عقلمندوں میں شمار ہو سکتا ہے۔ اگر نہیں تو جان لو! کہ اب تم بھی آج سے پہلے کی قربانیوں کے ساتھ وفاداروں میں نہیں گنے جا سکتے۔ اور مخلصوں میں شمار نہیں ہو سکتے۔"

تحریک جدید کے جہاد کے بہادر سپاہیو! خدا تعالےٰ کا جرنیل آپ سے مطالبہ کر رہا ہے۔ کہ بارھویں سال میں آپ کی معمولی قربانیاں ناکافی ہیں۔ احمدیت کے جاں نثارو! بارھویں سال میں جو وعدہ کیا ہے۔ اس میں اپنی مالی طاقت کے مطابق نہیں بلکہ دین کی ضرورت کے مطابق اضافہ فرمادیں اور بارھویں سال میں ہر اس شخص پر جو شامل ہے۔ دوسرا فرض یہ ہے کہ وہ دفتر دوم کا ایک مجاہد سال دوم کے لئے ایسا دے۔ جو اگر ایک ماہ کی پوری آمد یا اس کا ۱/۴ حصہ نہ دے سکے تو کم سے کم ۱/۲ حصہ اپنی ایک ماہ کی آمد کا دے کر شامل ہو جائے پس آپ کم سے کم ایک مجاہد دفتر دوم کا بھی دیں۔

(فنانشل سیکرٹری تحریک جدید)

# ہندوستان کا ایک انتہائی مظلوم طبقہ اچھوت اقوام

## اچھوتوں کی مشکلات اور ان کا صحیح علاج

(۱)

ان دنوں ہر طرف آزادی - حریت و مساوات کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں - ہر شعبہ اور ہر گروہ کی طرف سے اپنی قسمت کا آپ فیصلہ کرنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے اس رو کا اصل منبع گو یورپ کی سرزمین ہے لیکن جوں جوں یورپ کے طفیل دیگر ممالک بھی "مہذب" بنتے جاتے ہیں - یہ رو بھی سرعت سے پھیلتی جا رہی ہے - خود ہمارے ملک ہندوستان میں بھی ہر طرف اسی آزادی و حریت کا چرچا ہے -

لیکن کتنے افسوس اور دکھ کا مقام ہے کہ اس "مہذب" اور حریت و مساوات کے علمبردار ہندوستان میں آج بھی انسانوں کا ایک ایسا طبقہ کروڑوں کی تعداد میں موجود ہے جسے آزادی تو کجا انسانیت کے ابتدائی حقوق بھی حاصل نہیں - اور جس کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا ہے ہندوستان کی اچھوت اقوام کے ساتھ صدیوں سے ایسا ذلیل کن سلوک کیا جا رہا ہے جسے انسانیت ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہیں کر سکتی - ہندوستان کے کروڑوں ہندو اچھوتوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنا ان سے ملنا جلنا اور کھانا پینا تو درکنار ان سے اپنے کپڑوں کا چھونا بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں - اور یہ ذہنیت ادنیٰ و اعلےٰ تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ سب ہندوؤں میں کم و بیش موجود ہے - کیا یہ صورت حالات کسی ایسے ملک کی شان کے شایاں ہے؟ جس میں یہ شور مچایا جا رہا ہے کہ آزادی ہر انسان کا پیدائشی حق ہے -

وزارتی مشن کی آمد پر ہندوستان کی سب قابل ذکر سیاسی پارٹیوں نے اپنے اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے جدوجہد کی - لیکن کسی پارٹی نے حتّٰی کہ ملک کی سب سے بڑی مقتدر اور غیر فرقہ وار کہلانے والی پارٹی یعنی کانگرس نے بھی اس بیکس طبقہ کے حقوق کے تحفظ کے لئے کوئی کارروائی نہ کی - جس کی مظلومیت سارے ملک کے لئے ننگ و عار ہے - اور اس سے بھی زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ دنیا کو درس مساوات و آزادی دینے کی دعویدار قوم سے تعلق رکھنے والے وزارتی مشن نے بھی انہیں یکسر نظر انداز کر دیا -

کہا جا سکتا ہے کہ ملک کے چوٹی کے لیڈر گاندھی جی سالہا سال سے اچھوت اقوام کی بہتری اور ان کے متعلق ہندو قوم کی غلط ذہنیت کی اصلاح کے لئے سرگرم عمل ہیں - لیکن ان کی جدوجہد کا نقطۂ مرکزی اچھوتوں کی ہمدردی نہیں - بلکہ ہندو قوم کا سیاسی مفاد ہے

یہی وجہ ہے کہ جب ہندوؤں کا سیاسی مفاد اچھوتوں کے حقوق کے ساتھ ٹکرائے تو انہوں نے کبھی اچھوتوں کی حمایت و ہمدردی میں آواز بلند نہیں کی - لیکن ہندو قوم کی ذہنیت اچھوتوں کے متعلق کچھ اس قسم کی متشدد واقع ہوئی ہے کہ گاندھی جی کو اپنی ان کوششوں میں بھی کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوتا - جو وہ خالصتاً ہندوؤں کے سیاسی مفاد کی خاطر اچھوتوں کی ہمدردی کے نام سے کرتے ہیں - اور اس کا خود گاندھی جی کو اعتراف ہے - چنانچہ حال ہی میں آپ نے ایک بیان میں کہا -

"اگر مجھے اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے دیا جائے تو میں اعلیٰ جاتی کی لڑکی کو جو میرے اثر و رسوخ کے ماتحت آئے گی یہی مشورہ دوں گا کہ وہ اپنے لئے ہری جن خاوند منتخب کرے ...... اس وقت تک میں ایک بھی ہری جن لڑکی کی کسی اعلےٰ جاتی کے لڑکے کے ساتھ شادی کرانے میں کامیاب نہیں ہوا۔"

(ہریجن ۷ جولائی ۱۹۴۶ء)

قارئین ملاحظہ فرمائیں - ہندو قوم کا سب سے بڑا سیاسی اور مذہبی راہنما جسے اس کی زندگی میں ہی انسانیت سے بالا سمجھ کر اس کی پرستش شروع کر دی گئی ہے - حالانکہ اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اسے انسان ضعیف البنیان ثابت کر رہا ہے) اعلےٰ ذات کی ہندو لڑکی کی شادی اچھوت لڑکے سے کرنا چاہتا ہے - لیکن ابھی تک اس میں کامیاب نہیں ہو سکا - اس ایک مثال سے ہی اندازہ لگا لیجئے کہ ہندو قوم کے نزدیک اچھوتوں کی کیا حیثیت ہے - دراصل ہندوؤں کو ہزارہا سال سے مذہبی طور پر اچھوتوں کو ذلیل اور قابل نفرت مخلوق سمجھنے کی تلقین کی گئی ہے - اور یہ تعلیم ان کی رگ رگ میں سرایت کر چکی ہے - کہ اچھوتوں کی موجودہ ذلت دراصل ان کے گذشتہ اعمال کی سزا ہے جو انہیں پرماتما کی طرف سے مل رہی ہے - لہٰذا وہ کسی ہمدردی اور شفقت کے مستحق نہیں ہیں - بلکہ وہ اس قابل ہیں کہ ان کو ضرور غلام بنایا جائے - کیونکہ برہما جی نے شودر (اچھوت) کو برہمن کی غلامی کے لئے ہی پیدا کیا ہے

"برہمن بلاشبہ شودر کا سامان اور مال و دولت چھین سکتا ہے - کیونکہ اس کا اپنا کچھ نہیں بلکہ سب کچھ اس کے مالک برہمن کا ہی ہے" (منوسمرتی ادھیائے ۸ اشلوک ۴۱۷ و ۴۱۳ بحوالہ آسمانی پرکاش صفحہ ۶۴)

قارئین اندازہ لگائیں - کہ جس قوم کو یہ مذہبی تعلیم ہزاروں برس سے دی جا رہی ہو کیا وہ اچھوتوں سے روادارانہ اور ہمدردانہ سلوک کر سکتی ہے؟ - اور جو ہندو لیڈر مندرجہ بالا تعلیم کو درست تسلیم کرنے کے باوجود اچھوتوں سے اچھا سلوک کرنے کی تحریک کرتا ہے وہ کب اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے - اور اسے اچھوتوں کا حقیقی ہمدرد کیونکر سمجھا جا سکتا ہے؟

اچھوت لیڈروں نے زمانہ کی ترقی اور آزادی و جمہوریت کے چرچے سے متأثر ہو کر گذشتہ نصف صدی میں اپنی قوم کی اصلاح کی متعدد کوششیں کی ہیں - لیکن افسوس کہ اب تک ان کی کوششوں کا محور یہی رہا ہے کہ کسی نہ کسی طرح ہندو قوم ان سے اچھا سلوک کرنے پر آمادہ ہو جائے - لیکن ان کی یہ کوششیں ہمیشہ ان کی مظلومیت اور بیکسی میں اضافہ کرنے کا ہی موجب ہوئی ہیں -

چنانچہ حال ہی میں جب وزارتی مشن نے اپنا فیصلہ صادر کیا تو اس میں ہندوؤں کے دباؤ کے ماتحت اچھوتوں کے حقوق کو پہلے سے بھی زیادہ پامال کر دیا - بلکہ ان کے حقوق کو کلیۃً اعلےٰ ذات کے ہندوؤں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا - اچھوتوں کا بیدار طبقہ اس سلوک کے خلاف مظاہرے کر رہا ہے بلکہ اب تو ۱۵ جولائی سے پونا میں سول نافرمانی بھی شروع کر دی ہے - لیکن یہ مظاہرے اور سول نافرمانی کی تحریکیں اگر ان کی مشکلات کا صحیح علاج نہیں - اچھوت لیڈروں کو چاہیے کہ وہ ان بنیادی وجوہ کو دور کرنے کی کوشش کریں جو ان کی مشکلات کی اصل ذمہ دار ہیں - ہندو قوم سے تو اصلاح احوال کی توقع رکھنا ایک عبث اور فضول کوشش ہے جب تک ہندو اچھوتوں کے متعلق اپنی موجودہ مذہبی کتب کی تعلیم کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہو جاتے (بظاہر اس آمادگی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے) اس وقت تک وہ اچھوتوں سے کبھی بہتر سلوک نہ کریں گے - ان حالات میں وہ کونسا صحیح طریق عمل ہے جس سے اچھوت اقوام کی موجودہ مشکلات کا ازالہ ہو سکے اور جس کے ذریعہ وہ بھی دنیا کی دیگر ترقی یافتہ اقوام سے پہلو بہ پہلو کھڑے ہونے کے قابل بن سکیں؟ یہ وہ اہم سوال ہے جس پر اچھوتوں کے ذمہ دار لیڈروں کو اور ان تمام لوگوں کو سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیئے - جو اس مظلوم طبقہ کی مشکلات کو دور کرنے کی تڑپ اپنے قلب میں رکھتے ہیں -

خاکسار خورشید احمد اسسٹنٹ ایڈیٹر

## واقفین کیلئے تعلیمی کورس

تمام واقفین زندگی کے لئے جن کو ابھی منتخب نہیں کیا گیا - حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے کورس مقرر کیا گیا تھا اور اخبار میں اعلان کیا گیا تھا کہ اگست ۱۹۴۶ء کے پہلے ہفتہ میں امتحان ہوگا - چونکہ امتحان قریب آ گیا ہے اس لئے بطور یاددہانی اعلان کیا جاتا ہے کہ جو دوست اس امتحان میں شامل ہونا چاہتے ہیں وہ اپنے مکمل پتہ سے اطلاع دیں - تاکہ انہیں پرچہ بھیجا جا سکے - کتب جن کا امتحان ہوگا حسب ذیل ہیں - قرآن کریم کے ابتدائی دس پارے باترجمہ - حقیقۃ الوحی - ازالہ اوہام - نزول المسیح - ایک غلطی کا ازالہ - تحفہ گولڑویہ - اسلام -

# سٹرائک کے متعلق اعلان ضروری

آج کل ہندوستان کے طول و عرض میں سٹرائک کا مرض عام ہو رہا ہے۔ جو نہ صرف یہ کہ ملک کے امن و امان کو برباد کرنے والا ہے۔ بلکہ قوم و ملک کی آئندہ ترقی کے لئے بھی ازحد نقصان دہ ہے۔ تمام احمدی احباب کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ کسی قسم کی سٹرائک یا ہڑتال میں حصہ نہ لیں۔ کیونکہ یہ سلسلہ کی روایات اور اسلامی روح کے خلاف ہے۔ اگر اس اصول پر قائم رہتے ہوئے ان کو وقتی طور پر تکالیف و مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ تو وہ ان مشکلات و تکالیف کو خوشی سے برداشت کریں۔ کیونکہ الٰہی کے نتیجہ میں انشاء اللہ قومی و ملکی ترقی حاصل ہوگی۔ اور دنیا میں امن و امان کا دور دورہ ہوگا۔ (ناظر امور عامہ)



## اعلان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب کشتی نوح کا ایڈیشن ششم اور ایڈیشن ہفتم اور تحفۃ الندوہ کا ایڈیشن چہارم کس کس سنہ اور کس کس مطبع میں شائع ہوا ہے۔ یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔ جن دوستوں کے پاس مذکورہ ایڈیشن کی کتب ہوں۔ ازراہ مہربانی نام، مطبع اور سن سے مطلع فرماویں۔ (ناظر تالیف و تصنیف)

## وصیتیں

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

۹۵۵۴ منکہ سیدہ فضیلت زوجہ سید عبد السلام صاحب قوم سید عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن سیالکوٹ شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۴/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائداد نقد و زیور کی صورت میں مبلغ ۱۲۰۰/- روپیہ کی قیمت ہے ایک مکان جو والدہ کی طرف سے ملا۔ اس میں مبلغ دو صد روپیہ کا میرا حصہ ہے کل چودہ سو روپیہ کا ساتواں ۱/۷ حصہ جائداد مبلغ ۲۰۰ روپیہ بیت المال میں داخل کرا چکی ہوں یعنی موجودہ جائداد کا ۱/۷ حصہ ادا کر چکی ہوں۔ اس کے علاوہ والدہ کی طرف سے زمین برادر خورد سید سمیع اللہ شاہ صاحب سیکنڈ ماسٹر احمدیہ ہائی سکول قادیان کے ساتھ مشترکہ ہے جس میں میرے حصہ کی مالیت کا اندازہ مبلغ ۵۰۰ روپیہ آج کل کے نرخ کے مطابق ہے جس کی تقسیم ہونے پر انشاء اللہ حصہ وصیت ادا کر دوں گی۔ اگر اس کے علاوہ کوئی جائداد بوقت وفات ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ساتویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ: سیدہ فضیلت۔ گواہ شد: عبد السلام خاوند موصیہ۔ گواہ شد: سید محمد شریف برادر موصیہ

۹۵۵۳ منکہ سید عبد الرحمٰن ولد سید عزیز الرحمٰن صاحب قوم سید پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالامان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۲/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائداد بصورت سٹاک و نقد پندرہ ہزار کی اندازاً ہے۔ میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس حصہ وصیت میں سے مبلغ دو ہزار بہتر ڈالر میں گذشتہ سال ہو چکا اور ۲۸ جولائی کو بھیج چکا ہوں۔ بقیہ مبلغ اکہتر ڈالر انشاء اللہ اس سال کے چندہ کے ہمراہ ادا کر دوں گا۔ اس کے علاوہ اگر میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو انشاء اللہ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کر دوں گا۔ اس کے علاوہ اس تجارت میں سے مجھے اپنی آمدنی ہے۔ جس کا سالانہ اندازہ پانچ ہزار ڈالر ہے میں انشاء اللہ اس آمد کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ جو کہ میں سٹور کا حساب ہونے پر ہر سال بھجواتا رہوں گا۔ اگر اس اندازے میں کوئی کمی بیشی حساب کے وقت ہوئی تو اس کے مطابق ساتواں حصہ ادا کرنے کا ذمہ دار رہوں گا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد: سید عبد الرحمٰن ۵۵۱۲ کنزمین روڈ کلیولینڈ امریکہ۔ گواہ شد: صوفی مطیع الرحمٰن امریکہ۔ گواہ شد: خلیل احمد ناصر۔

۹۵۴۴ منکہ علیمہ زوجہ سید عبد الرحمٰن صاحب قوم امریکن عمر ۲۹ سال بیعت ۱۹۳۱ء ساکن کلیولینڈ ریاست اوہائیو ملک امریکہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائداد بصورت نقد دو سو ڈالر اور بصورت حق مہر بذمہ شوہرم مبلغ تین سو ڈالر کل مبلغ ۵۰۰/- ڈالر ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد بنی۔ تو انشاء اللہ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی کی ذمہ دار رہوں گی۔ موجودہ جائداد کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ ۱۳۵ روپیہ بفضلہ تعالیٰ میں جولائی ۱۹۴۶ء میں ادا کر چکی ہوں۔ الامۃ: مسز علیمہ رحمٰن بحروف انگریزی۔ گواہ شد: سید عبد الرحمٰن۔ گواہ شد: صوفی مطیع الرحمٰن بنگالی مبلغ انچارج امریکہ

۹۵۵۷ منکہ محمد حنیف ولد مستری علم دین صاحب قوم راجپوت پیشہ معماری عمر ۳۰ سال بیعت ۱۹۲۵ء ساکن قادیان دارالبرکات شرقی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۶/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت جائداد کوئی نہیں۔ میری ماہوار آمدنی قریباً ستر روپیہ ہے میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ کمی بیشی کے متعلق اطلاع دیتا رہوں گا۔ میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر زندگی میں کوئی جائیداد پیدا کروں گا۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد: محمد حنیف موصی۔ گواہ شد: سراج دین مؤذن۔ گواہ شد: عطا محمد صدر دارالبرکات شرقی قادیان۔

۹۵۲۸ منکہ رسول بی بی زوجہ مستری محمد حنیف صاحب عمر ۲۳ سال بیعت ۱۹۳۸ء ساکن قادیان دارالبرکات شرقی۔ ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۶/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت یکصد روپیہ مہر بذمہ خاوند ہے میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ زیور میرے پاس کوئی نہیں ہے۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ: رسول بی بی موصیہ۔ گواہ شد: محمد حنیف خاوند موصیہ۔ گواہ شد: عطا محمد صدر دارالبرکات شرقی قادیان

۹۵۷۹ منکہ وزیر بیگم زوجہ قاضی محمد حنیف صاحب مرحوم ڈپٹی کلکٹر اہنبار قوم راجپوت عمر ۵۰ سال بیعت اگست ۱۹۲۶ء ساکن امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۶/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس اس وقت دس تولہ سونا زیور کی شکل میں ہے اور حصہ از مکان ۲۰۰۰/- روپیہ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور بوقت وفات اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ الامۃ: وزیر بیگم موصیہ۔ گواہ شد: [illegible] جماعت احمدیہ امرتسر۔ گواہ شد: محمد ودود ولد قاضی محمد حنیف مرحوم پسر موصیہ

نمبر ۹۴۹۵ منکہ محمد شفیع ولد میاں محمد رمضان صاحب مرحوم قوم خواجہ کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۴۵ سال بیعت ۱۹۳۰ء ساکن مغلانوالی ڈاکخانہ کوٹلی امیر علی ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۲/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد کوئی نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت مع الاؤنس مہنگائی بعد وضع انکم ٹیکس و پراویڈنٹ فنڈ ۲۸۰/- روپیہ ماہوار ہے اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ اور آمد کی کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہوں گا اس کے علاوہ میری وفات کے وقت جو جائیداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد محمد شفیع بی۔ اے۔ ڈپل۔ اے۔ بی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جھجر۔ گواہ شد علی محمد اصحابی دموصی۔ گواہ شد محمد احمد مولوی فاضل۔

نمبر ۹۴۹۸ منکہ نبی بخش ولد فتح دین صاحب قوم قریشی عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۰۳ء ساکن بھینی بانگر ڈاکخانہ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۵/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے دو مکان خام واقع بھینی بانگر قیمتی ۱۵۰/- اور ماہوار آمد ۲۰/- ہے۔ میں اپنی مذکورہ جائیداد و آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے ترکہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد نبی بخش موصی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد کریم بخش برادر موصی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد علی محمد اصحابی دموصی۔

# این ڈبلیو آر سروس کمیشن لاہور

مقررہ فارم پر جو بہ قیمت ایک روپیہ این ڈبلیو آر کے تمام بڑے بڑے سٹیشنوں سے مل سکتا ہے۔ این ڈبلیو آر کے سروے اینڈ کنسٹرکشن برانچ میں مندرجہ ذیل عارضی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے ۶ اگست ۳۶ء تک امیدواروں کی طرف سے درخواستیں مطلوب ہیں۔

| عہدہ | خالی اسامیاں | تنخواہ |
|---|---|---|
| (۱) چیف سرویرز | ۲ + ۳ فہرست انتظاریہ (تین مسلمانوں کے لئے ایک سکھوں پارسیوں دیسی عیسائیوں کے لئے اور ایک اچھوت اقوام کے لئے مخصوص ہے۔) | چارسو۔ ساڑھے تین سو یا تین سو روپیہ ماہوار۔ |
| (۲) سینئر سرویرز | چھ + ۱۰ فہرست انتظاریہ (گیارہ مسلمانوں کے لئے اور تین اچھوت اقوام کے لئے مخصوص ہیں) | ساڑھے تین سو۔ تین سو۔ دوسو ساٹھ دوسو تیس یا دوسو روپیہ ماہوار |
| (۳) جونیئر سرویرز | ۶ + ۱۰ فہرست انتظاریہ (گیارہ مسلمانوں کے لئے اور پانچ مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں۔) | ۱۸۰-۱۶۰ یا ۱۴۰ روپیہ ماہوار |

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوٹ:۔ (۱) و (۲) و (۳) کی انیشل تنخواہ تجربہ اور قابلیت کے مطابق مقرر کی جائیگی۔

نوٹ:۔ (۲) تنخواہ کے لئے گرانی الاؤنس اور دوسرے الاؤنس بھی جو از روئے قواعد مل سکتے ہیں۔ بلکہ نیز رعایتی نرخوں پر اجناس خوردنی خریدنے کا بھی حق ہوگا۔

نوٹ:۔ (۳) اچھوت اقوام کے امیدوار اگر نہ مل سکے۔ تو ان کے لئے مخصوص اسامیاں غیر مخصوص قرار دی جائینگی۔

قابلیت برائے ۱ و ۲ و ۳ امیدواروں کے لئے لازمی ہے۔ کہ انکے پاس کسی مستند یونیورسٹی کا انجنیئرنگ کا ڈپلوما ہو اور سروے کا تجربہ رکھتے ہوں۔ اگر امیدوار یہ ثابت کر سکیں۔ کہ وہ عملی سروے کا کافی تجربہ رکھتے ہیں۔ تو ڈگری یا ڈپلوما کو زیادہ اہمیت نہ دی جائے گی۔ اصل چیز سروے کا تجربہ ہے اور تجربہ کار سرویروں کو ترجیح دیجائے گی۔

عمر۔ ۵۵ سال تک۔ تفاصیل کے لئے ٹکٹ چسپاں شدہ لفافہ کے ساتھ جس پر پتہ تحریر ہو۔ سیکرٹری کو لکھئے۔

---

بے حد مفید
**سرمہ جواہر والا** رجسٹرڈ
پانچ روپے فی شیشی

بے نظیر
**ٹھنڈا سرمہ**
دو روپے فی شیشی

مقبول خاص و عام
**طبیہ عجائب گھر قادیان**

جس طرح آنکھیں خداتعالیٰ کی خاص نعمت ہیں۔ اسی طرح آپ کے سرمے آنکھوں کیلئے خاص نعمت ہیں
چوہدری نصر اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ ممبر پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی

---

# اکسیر شباب

یہ دوا نہایت مفید اجزاء سے تیار کی گئی ہے۔ اس میں کشتہ سونا مشک اور بہت سی قیمتی ادویہ پڑتی ہیں۔ اس کی تعریف کرنا لاحاصل ہے۔ اس کے استعمال سے ہی اس کی خوبیاں معلوم کی جاسکتی ہیں۔ نہایت مقوی ادویہ سے اس کو ترتیب دیا گیا ہے۔ اور تمام اعضائے رئیسہ کی طاقت کا اس میں خیال رکھا گیا ہے۔ قیمت فی شیشی ۷/- روپے علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ
**دواخانہ خدمت خلق قادیان پنجاب**

**ہمدرد نسواں** (اٹھرا کی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق قادیان سے طلب فرمائیں۔ جس میں مشک درجہ اول ایرانی زعفران وغیرہ بیش قیمت اجزاء شامل ہیں قیمت مکمل کورس ۲۰ عدد ایک روپیہ فی تولہ

---

# ضرورت

ایک محنتی ہوشیار۔ اور دیانت دار کلرک کی ضرورت ہے۔ جو انگریزی میں خطوط ڈرافٹ کر سکے۔ اور ٹائپ جانتا ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت ۱۰۰/- روپے سے ۱۵۰/- روپے تک ہوگی۔ جگہ مستقل ہوگی۔ خواہشمند دوست ہم سے جلد خط و کتابت کریں۔ آرسو کو۔ پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰ دریا گنج دہلی

---

خط و کتابت کرتے وقت چِٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں (منیجر)

---

**زود جام عشق کلاں طبیہ عجائب گھر قادیان سے طلب کریں!**

بے حد مقوی اور پٹھوں کو طاقت دینے میں بے نظیر دوا ہے۔ ایک روپیہ کی پانچ گولیاں!